فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): نبی کریم ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

(جواب): اس شخص سے بڑھ کر شقی اور بد بخت کون ہوسکتا ہے، جو پیغمبر اسلام، محمد کریم ﷺ کی پیاری بیٹیوں کو کسی کالے کافر کی اولاد قرار دے، جو جہالت وضلالت کا سوداگر بن کر یہ نعرہ بلند کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جو اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر وتصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہوکر قرآنی وحدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بابا نہیں، محض مربی تھے؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہوگا جب ان ناانصافوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک ناپاک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں، باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے، جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول ﷺ کے بارے میں روافض کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَّنْ يُّنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، مِنْ بَنَاتِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''بعض شیعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں، جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 493/4)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ : إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهٖ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِكَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ.

''بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔ سینہ زوری اور مسلمات کا انکار کرنے میں شیعہ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے،

ظالم اور جاہل ہیں۔"

(منهاج السنّة النبويّة : 368/4)

آیئے اب اس بارے میں شیعہ علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

① ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی شیعہ (۳۵۲ھ) نے لکھا ہے:

صَحَّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهٗ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةُ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّن تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهٗ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الْابْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ .

"ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایت درست مانتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی، جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنومخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنوتمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔ اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو بچیاں زینب اور رقیہ ہوئیں، یہ دونوں

بچیاں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔''

(الاستغاثة في بِدَع الثّلاثة :68/1)

② ابن شہر آشوب شیعہ (م:۵۸۸ھ) نے لکھا ہے:

يُؤَكِّدُ ذٰلِكَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَيِ الْأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ .

''اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، جو الانوار اور البدع نامی کتب میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔''

(مناقب آل أبي طالب :159/1)

③ ملا احمد بن محمد المعروف بہ مقدس اردبیلی شیعہ (۹۹۳ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ : هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا .

''کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کا والد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو گئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ ان دونوں کے خاوند فوت ہوئے، تو بعد میں ان سے عثمان نے شادی کر لی۔''(حاشية زبدة البيان في أحكام القرآن، ص : 575)

④ محمد مہدی بن صالح موسوی شیعہ (م:۱۳۴۸ھ) نے لکھا ہے:

مَا زَعَمَهٗ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَّهٗ، مِنْ عَجَائِبِهٖ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ.

''ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب ہے، کیونکہ ان دونوں کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔''

(منهاج الشّريعة في الردّ على ابن تيميّة : 289/2)

مزید لکھا ہے:

قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّان بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلٰى غَيْرِهِمَا.

''آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف و فضل کی مستحق ہوں۔''(منهاج الشّريعة : 291/2)

پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا مؤقف، اب ملاحظہ فرمائیں:

بناتِ رسول ﷺ کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف:

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی

چار صاحبزادیاں تھیں۔ان کے نام بالترتیب سیدہ زینب،سیدہ رقیہ،سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھن ہیں۔دلائل ملاحظہ ہو!

اجماعِ اُمت:

اس میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے۔

① حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَدُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستيعاب :50/1، وفي نسخة :89/1 بحاشية الإصابة)

نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهٗ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ، وَهَاجَرْنَ، فَهُنَّ : زَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كَلْثُومٍ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں،سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں:سیدہ زینب،سیدہ فاطمہ،سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھن۔''

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 1818/4)

② حافظ عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ (600ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔اس میں اختلاف نہیں۔''

(الدرّة المضيّة على السّيرة النّبويّة : 8/6 مع التّعليق)

③ حافظ صفدی رحمہ اللہ (764ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ : فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''حافظ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''(الوافي بالوفيّات :79/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم ﷺ کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات :26/1)

⑤ حافظ مزی رحمہ اللہ (742ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ لَهٗ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال :57/1، وفي نسخة :191/1)

جولوگ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾(الأحزاب : 5)

''تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات

انصاف والی ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا نا انصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ ہر دور میں مسلمان انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں، تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا نا انصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امت مسلمہ نا انصافی پر مبنی ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بنا پر ان کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنی کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾(الأحزاب 33 : 59).

’’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ

چادریں اوڑھ لیا کریں۔ یوں وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی اور تکلیف سے محفوظ رہیں گی۔ اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں ''بنات'' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ ''بنت'' کی جمع ہے۔ جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔ کسی خارجی دلیل سے جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ ایک تو مفرد حقیقی ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، تو ''بنات'' کا کیا معنی؟

بے شمار احادیث میں بھی نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیوں کا ثبوت ملتا ہے۔

بعض شیعہ علما کا اقرار:

بعض شیعہ علما بھی نبی اکرم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

① امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم ﷺ کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔''

(قرب الإسناد للحميري : 9/3، بحار الأنوار للمجلسي : 151/22)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ''ضعیف'' ہے، مگر شیعہ اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

② ایک صاحب نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ : الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ .

''رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔''

(الخِصال لابن بابوَیه القمّي، ص : 404)

③ **شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی (1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح ذکر کی ہے:**

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا .

''اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو رقیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔''

(بَحار الأنوار : 110/95)

④ **ابن ابی الحدید (656ھ) نے لکھا ہے:**

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے دو بیٹے قاسم و طاہر رضی اللہ عنہما اور

چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔''

(شرح نهج البلاغة : 132/5)

بعض کا کہنا کہ بوقت نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ بات بے بنیاد ہے، اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، یہ محمد بن عمر واقدی جیسے جھوٹوں کی کاروائی ہے، لہٰذا اسے بنیاد بنا کر بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔

(سوال): کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کی کیا کیفیت ہے؟

(جواب): شریعت میں کھانے کے لیے کسی کیفیت یا ہیئت کو بیان نہیں کیا گیا، جو شخص جس طرح آسانی محسوس کرے، بیٹھ سکتا ہے۔

(سوال): بعض علاقوں میں عادت ہے کہ جب کوئی شخص سفر پر جاتا ہے، تو وہ اپنا لعاب اپنے بیوی بچوں کے منہ میں ڈالتا ہے اور وہ اسے نگل لیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس سے گھر والوں کو صبر آ جاتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

(جواب): یہ بے حقیقت اور بے بنیاد نظریہ ہے۔

(سوال): کیا سورت مدثر کے نزول کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ چادر اوڑھی تھی؟

(جواب): سورت مدثر کے نزول کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر اوڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (بخاری: ۴، مسلم: ۱۶۱) مگر کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اس چادر کا رنگ سیاہ تھا۔

(سوال): سیاہ رنگ کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے۔ (مسلم: ۱۳۵۹)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ : هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ .

''ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: والدین آپ کی جنت بھی ہیں اور جہنم بھی (یعنی ان سے حسن سلوکی پر جنت ملے گی اور بدسلوکی پر دوزخ)۔''

(سنن ابن ماجه : 3662)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔علی بن یزید الہانی ''متروک ومنکر الحدیث'' اور بالاتفاق ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(نتائج الأفكار : 303/2)

❀ علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(مِصباح الزّجاجة : 99/4)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ، إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّهُ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ .

''اللہ تعالیٰ جس کے چاہتا ہے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، مگر والدین کی نافرمانی کا گناہ معاف نہیں کرتا، بلکہ ایسے شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں (بھی) سزا دیتا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 7263، شُعب الإيمان للبيهقي : 7506، واللّفظ لهٗ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(جواب): روایت ضعیف ہے۔ بکار بن عبدالعزیز جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ التاریخ الکبیر للبخاری (۱/۱٦٦) والی سند بھی ضعیف ہے۔ سعد مولیٰ ابی بکرہ کی توثیق نہیں مل سکی، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (٦/٣٧٧) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا ''مجہول الحال'' ہے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ ہاشم بن عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مصیبت پہنچی، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے شکایت پیش کی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ انہیں (بیت المال سے) ایک وسق کھجور دینے کا حکم فرما دیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اگر آپ چاہیں، تو میں آپ کے لیے ایک وسق کھجور کا حکم دے دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو میں آپ کو چند کلمات سکھا

دیتا ہوں، جو ایک وسق کھجوروں سے کہیں بہتر ہیں۔عرض کیا: مجھے وہ کلمات بھی سکھا دیجئے اور ایک وسق کھجوروں کا بھی حکم بھی فرما دیجئے، کیونکہ میں ضرورت مند ہوں۔تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے؛

«اللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُطِعْ فِيَّ عَدُوًّا حَاسِدًا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي هُوَ بِيَدِكَ كُلِّهِ»

(صحيح ابن حبان : 934)

جواب: روایت ضعیف و منقطع ہے۔

① ہاشم بن عبداللہ بن زبیر کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

❁ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ہاشم بن عبد اللہ کی سیدنا عمر سے روایت کو ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 9/104)

② معلّی بن رؤبہ مجہول ہے۔

❁ الدعاء لمحمد بن فضیل بن غزوان (۷۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① رجل مبہم و نامعلوم ہے۔

② لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام کے معصوم ہونے پر امت کا اتفاق ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں۔اس پر امت کا اجماع

ہے۔انبیائے کرام فواحش، کبائر اور صغائر رذائل سے بھی معصوم تھے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهٗ مَعْصُومٌ فِي الرِّسَالَةِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 357/5)

❁ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي مَعْنَى التَّبْلِيغِ وَمِنَ الْكَبَائِرِ وَمِنَ الصَّغَائِرِ الَّتِي فِيهَا رَذِيلَةٌ .

''امت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں معصوم ہیں، نیز کبائر اور رذیل صغائر سے بھی معصوم ہیں۔''

(تفسير ابن عطية :211/1)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى عِصْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْفَوَاحِشِ وَالْكَبَائِرِ الْمُوبِقَاتِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام فواحش اور ہلاک کر دینے والے کبائر سے معصوم ہیں۔''

(الشّفا : 144/2)

❁ علامہ ابن حیان اندلسی رحمہ اللہ (۷۴۵ھ) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى عِصْمَتِهِمْ مِنَ الْكَذِبِ وَالتَّحْرِيفِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالتَّبْلِيغِ ، فَلَا يَجُوزُ عَمْدًا وَلَا سَهْوًا .

''امت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تبلیغ رسالت میں جھوٹ اور تحریف سے معصوم ہیں، وہ نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور نہ سہواً۔''

(البحر المُحيط :261/1)

سوال: بے ختنہ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ختنہ مسنون ہے، یہ فطرت ہے۔ البتہ بے ختنہ کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا مہمان کے ساتھ بیٹھ کر میزبان بھی کھانا کھا سکتا ہے؟

جواب: کھا سکتا ہے۔ احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(صحيح البخاري : 602، صحيح مسلم : 2057)

سوال: کیا توبہ سے مالی حقوق العباد معاف ہوتے ہیں؟

جواب: توبہ سے صرف حقوق اللہ معاف ہوتے ہیں، جبکہ مالی حقوق العباد میں توبہ کے ساتھ ساتھ حق دار تک حق پہنچانا بھی ضروری ہے۔

سوال: منہ بولی بہن کا حکم کیا ہے؟

جواب: کسی کو منہ بولی بہن بنانے سے وہ حقیقی بہن نہیں بن جاتی، بلکہ اس کا حکم وہی ہے، جو غیر محرم کا ہے، اس پر پردہ واجب ہے۔

سوال: حرام گوشت فروخت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حرام گوشت فروخت کرنے والا حرام کو حلال سمجھتا ہے، تو یہ کفر ہے، اس سے توبہ کرائے جائے گی۔

البتہ اگر حرام کو حرام سمجھتا ہے، مگر پھر بھی فروخت کرتا ہے، تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ حکومت وقت پر لازم ہے کہ ایسے شخص پر قانونی کاروائی کرے اور اسے سخت تعزیری سزا دے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُنَا الْخَلَاءَ أَنْ يَعْتَمِدَ الْيُسْرٰى، وَيَنْصِبَ الْيُمْنٰى .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب کوئی شخص بیت الخلا میں داخل ہوئے، تو (قضائے حاجت کے وقت) بائیں پاؤں پر ٹیک لگائے اور دائیں کو کھڑا کرے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 6605، السّنن الكبرى للبيهقي : 457)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① ''رجل مدلجی''، مبہم و نامعلوم ہے۔

② اس کا والد بھی نامعلوم ہے۔

③ محمد بن عبد الرحمٰن مدلجی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ زمعہ بن صالح جندی ضعیف ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(المَجموع شرح المُهذّب : 92/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير :118/1)

❁ علامہ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(اتّحاف الخیرة المھرة : 278/1)

(سوال): رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وفات کیا تھی؟

(جواب): اس بارے میں کوئی معتبر روایت نہیں ملی۔ مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں۔

(سوال): کیا مصافحہ کے وقت انگوٹھا پکڑنا مسنون ہے؟

(جواب): مصافحہ کے وقت انگوٹھا پکڑنے کا ذکر کسی روایت میں نہیں ملا۔

(سوال): اگر قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): خریداری کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں، اس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیھقي : 289/9 ، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهُ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 8161، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: عشرہ ذوالحجہ میں بال کٹوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذوالحجہ سے پہلے بال اور ناخن کاٹنے ضروری نہیں، صرف دس دن رکھنا ہے، جہاں قربانی کا اجر پائیں گے، وہاں اس سنت کے نور، برکت اور اجر سے بہرہ مند ہو جائیں گے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا .

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں، تو اپنے سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔''

(صحیح مسلم : 1977)

❁ سنن النسائی (۴۳۶۲) میں ہے:

''جو قربانی کرنا چاہتا ہو، وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن ناخن تراشے، نہ جسم سے کوئی بال مونڈھے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا: یہ واجب نہیں۔ (مؤطأ الإمام مالك : 483/2، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا:

''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی، تو بہتر تھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 246/4، ح : 7520، وسندہٗ حسنٌ)

❀ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ خراسان میں فتویٰ دیتے تھے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے؟ تو سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: انھوں نے صحیح فتویٰ دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی فتویٰ دیتے تھے۔

(مسند إسحاق بن راهويه: 1817، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس قربانی کے لیے صرف بکری ہے، (وہ بھی کسی کو دودھ کے لیے عاریۃً دے رکھی ہے) کیا میں اس کی قربانی کرلوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ آپ (دس ذوالحجہ کو) اپنے بال کاٹ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں مونڈ لیں اور زیر ناف بال صاف کرلیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل قربانی کا اجر دے گا۔''

(مسند أحمد: 169/2، سنن أبي داؤد: 2879، سنن النّسائي: 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے بال کاٹنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیر ناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر وثواب ملے گا۔ جیسا کہ اوپر والی حدیث میں ہے۔